

کیا تُو ٹھٹھا کیا گیا؟

نمبر 3512

ایک وعظ

شائع شدہ: جمعرات، 18 مئی 1916

بیان کردہ: سی۔ ایچ۔ سپرجین

مقام: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوینگٹن

مورخہ: خداوند کے دن کی شام، 17 ستمبر 1871

"تم نے مسکین کی مصلحت کو رسوا کیا، اس لئے کہ خداوند اُس کی پناہ گاہ ہے۔"

زبور 14:6

خُدا کا کلام تمام بنی آدم کو دو جماعتوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک نسل وہ ہے جو حوا کی نسل ہے، اور دوسری وہ جو سانپ کی نسل ہے۔ خُدا کے فرزند، اور ابلیس کے فرزند۔ وہ جو اپنی فطرت کے مطابق اب بھی ویسے ہی ہیں جیسے وہ ہمیشہ سے تھے، اور وہ جو یسوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے زندہ اُمید کے لئے نئے سرے سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اگرچہ دُنیا میں بہت سے فرق پائے جاتے ہیں، مگر وہ زیادہ تر سطحی ہیں۔ لیکن یہ فرق جو خُدا کے کلام میں بیان ہوا ہے، گہرا اور دائمی ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان دونوں جماعتوں، نجات یافتہ اور غیر نجات یافتہ کے درمیان ایک بڑا گہرا گڑھا حائل ہے۔ راستباز اور شریر میں اتنا ہی فرق ہے جتنا زندوں اور مُردوں میں ہے۔

داؤد نبی، جو اس زبور کا مصنف ہے، انسان کی ایک جماعت کو "نادان" کہہ کر پکارتا ہے، اور دوسری جماعت کو "مسکین"۔ غور کرو کہ وہ ابتدا میں "نادان" کی کیفیت بیان کرتا ہے، اور اس سے اُس کی مراد کوئی ایک خاص شخص نہیں بلکہ تمام نسل انسانی ہے جیسی کہ وہ اپنی قدرتی حالت میں ہے۔ یعنی وہ سب جو اب تک نئے سرے سے پیدا نہیں ہوئے۔ ہمارے بیان کردہ متن میں وہ دوسری جماعت کو "مسکین" کہتا ہے، اور اس میں وہ تمام نجات یافتہ، تمام خُدا ترس، تمام راستباز لوگوں کو شامل کرتا ہے، جن کے حق میں ہمارے فدیہ دینے والے نے فرمایا: "مبارک ہیں وہ جو روح میں مسکین ہیں، کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن کی ہے۔"

پس ابتدا ہی سے ان دو نسلوں کے درمیان عداوت رہی ہے۔ ایسی عداوت جو نہ کبھی کم ہوئی، نہ کبھی ہوگی۔ اگرچہ اس کے ظہور کے طریقے مختلف رہے ہیں، مگر وہ ہمیشہ موجود رہی ہے۔ بعض ادوار میں یہ عداوت کھلے جبر و ستم میں ظاہر ہوئی۔ جیسا کہ ہیرودیس نے کمسن مسیح کو ہلاک کرنا چاہا، ہامان نے اسرائیلی نسل کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی کوشش کی، شہیدوں کے لئے آگ کے الاؤ روشن کئے گئے، اذیت ناک شکنجے اور ظالمانہ آلات ایجاد کئے گئے، تاکہ اگر ممکن ہو تو، زندہ خُدا کے فرزندوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ ایک جنگ ہے۔ ہمیشہ رہنے والی جنگ۔ ایک ایسا جہاد جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ ایک مسلسل ٹکراؤ ان دونوں نسلوں کے درمیان، ازل سے اب تک۔

اس موجودہ دور میں اگرچہ یہ جنگ کم تلخ نہیں ہوئی، لیکن مشیتِ الہی کی روک ٹوک اُسے ویسے ظاہر ہونے کی اجازت نہیں دیتی جیسے کہ پہلے ہوا کرتی تھی، اور اب عموماً یہ جنگ ظلم آمیز ٹھٹھوں اور تمسخر کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ پس ہمارا بیان کردہ متن آج کی نسل پر اُسی طرح صادق آتا ہے جیسے کہ داؤد کے زمانے میں آیا تھا: "تم نے مسکین کی مصلحت کو رسوا کیا، اس لئے کہ خداوند اُس کی پناہ گاہ ہے۔"

نادان نے راستباز کا ٹھٹھا اڑایا، اُس مسکین کا مذاق بنایا، اور یہی اُس کے استہزا کا مرکز و محور رہا کہ خُدا ترس شخص، جیسا کہ وہ اُسے نادان سمجھتا ہے، اس قدر احمق ہے کہ اُس نے اپنی توکل و اُمید خُدا پر رکھی اور اپنی زندگی کے مقصد و مدعا کو اسی پر منحصر کیا۔

ہو سکتا ہے کہ یہاں بعض ایسے موجود ہوں جو ایسا کر چکے ہوں، بلکہ ہم سب کسی نہ کسی حد تک ایسا کرتے ہیں جب تک کہ ہمیں نئے سرے سے پیدا نہ کیا جائے۔ اگر ہم اپنی زبان سے نہیں تو دل میں ہی اُن لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جنہوں نے خُدا کو اپنی پناہ بنایا، لیکن جب ہم خُدا کے لوگوں کی قدر کرنے لگتے ہیں، تو یہ ہمارے اندر کسی نہ کسی درجے کے فضل کی علامت ہوتی ہے، کیونکہ "ہم جانتے ہیں کہ ہم موت سے نکل کر زندگی میں آ گئے ہیں، اس لئے کہ ہم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں" لیکن جب تک ہم اس فضل کی حالت میں نہیں آتے، اُس وقت تک کسی نہ کسی درجے میں اُن لوگوں سے نفرت یا حقارت رکھتے ہیں جو زندہ خُدا میں آرام پاتے ہیں۔

پس اس وقت میں سب سے پہلے اُن کے بارے میں گفتگو کروں گا جو ٹھٹھا کیے جاتے ہیں، پھر اُن کے بارے میں جو ٹھٹھا کرتے ہیں، اور آخر میں یہ بیان کروں گا کہ وہ جو ٹھٹھا کیے جاتے ہیں، اُن کو اپنے مخالفوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔ پس سب سے پہلے ہم اُس مضمون کو لیتے ہیں جو جسمانی طبیعت رکھنے والے لوگوں کے ٹھٹھے اور تمسخر کا نشانہ بنتا ہے۔

## I.

گون ہیں جو ٹھٹھا کیے جاتے ہیں؟

یہاں ہمیں تین نکات ملتے ہیں: "تم نے مسکین کو رسوا کیا" — یعنی وہ اشخاص جو اس تضحیک کا نشانہ بنتے ہیں؛ "مسکین کی مصلحت" — یعنی اُن کے ایمان کے اسباب؛ اور پھر اُن کا ایمان خود، "کیونکہ خُداوند اُس کی پناہ گاہ ہے"۔

سب سے پہلے، یہ بے دینوں کی عام روش ہے کہ وہ خُدا کے لوگوں یعنی مسکینوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اکثر اوقات وہ الفاظ ہی کے ذریعے اُن کی تذلیل کرتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ خُدا کے بہت سے لوگ دنیاوی حیثیت میں مسکین ہوتے ہیں، اور وہ اکثر یہ طعنہ سنتے ہیں: "اوہ! یہ میٹھوڈسٹ، یہ پریسیبیٹیرین، یہ بیتسمہ دینے والے، یہ سب غریب لوگ ہیں۔" کاریگر، نوکرانیاں، اور اسی قبیل کے لوگ — اور یہ الفاظ کس قدر تحقیر آمیز انداز میں کہے جاتے ہیں! لیکن یہ کوئی مذاق کرنے کی بات ہے؟ آخر ایمانداری کے ساتھ غریب ہونے میں کیا شرمندگی کی بات ہے؟

میں یہاں کہتا ہوں کہ اگر میں کل صبح چپ سائیڈ میں جا کر بارہ مسکینوں کو چُنوں، پھر بارہ متوسط طبقے کے لوگوں کو، اور پھر بارہ رئیسوں کو، تو میں یہ مانتا ہوں کہ کردار کے لحاظ سے اُن میں کچھ زیادہ فرق نہ ہوگا۔ بلکہ اگر تم چاہو تو کسی بھی جگہ جا کر اچھی نسل کے بارہ امیروں کو منتخب کر کے دیکھ لو کہ آیا تمہیں کامیابی ملتی ہے یا نہیں، لیکن میں تمہیں بارہ محنت کش ایسے چن کر دکھا سکتا ہوں جو دیانتدار، راستباز، اور پاکدامن ہوں — جیسی کہ بڑی شخصیتیں ہمیشہ نہیں ہوتیں۔ پس مسکین دولتمندوں سے بدتر نہیں، اور انہیں حقارت سے دیکھنے کا کوئی جواز نہیں۔

اور اگر یہ سچ بھی ہوتا کہ جو خُدا سے ڈرتے ہیں وہ سب کے سب غریب ہی ہیں، تو شاید یہ اُن کے لئے باعثِ عزت ہوتا نہ کہ رسوائی، کیونکہ کم از کم کوئی یہ نہ کہہ سکتا کہ اُن کی جیبیں دھوکہ دہی کے مال سے بھری ہوئی ہیں۔ اگر وہ مسکین ہیں، تو کم از کم اُن پر وہ الزامات نہ لگ سکتے جو اکثر دولتمندوں پر لگائے جاتے ہیں۔ میں کسی بھی طبقے کی طرف داری نہیں کرتا، خاص کر جب میں انجیل کی منادی کرتا ہوں — تم سب میرے لئے برابر ہو — مگر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ سب ٹھٹھوں اور طعنوں میں سے، دینداروں پر یہ استہزا کہ وہ غریب ہیں، سب سے زیادہ بیہودہ اور کم ظرفی کی بات ہے۔

مگر تمسخر یہاں رُکنا نہیں بلکہ ایک اور شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اعتراض اب یہ نہیں رہتا کہ وہ دولت میں مسکین ہیں، بلکہ یہ کہ وہ علم میں بھی مسکین ہیں۔ کہتے ہیں: "آہ! یہ لوگ — بھلا یہ کیا جانتے ہیں؟ یہ فلسفی نہیں، نہ وہ لوگ ہیں جو اعلیٰ علوم و فنون کی راہوں پر گامزن ہوتے ہیں؛ یہ سب سیدھے سادھے لوگ ہیں، اور اسی لئے اپنی بائبل پر ایمان رکھتے ہیں!" لیکن میں اس کو تسلیم نہیں کرتا۔ ایمانداروں میں ایسے افراد کی کثرت ہے جو کسی بھی طبقے کے تعلیم یافتہ لوگوں کے برابر علم و دانش رکھتے ہیں۔

نیوٹن کے ذہن نے کلام مقدس میں جڑ پکڑی اور ایسی گہرائیاں دریافت کیں جنہیں وہ پوری طرح نہ ماپ سکا۔ مگر اگر تم یہ کہو بھی، تو اس سے کیا ہوتا ہے؟ اگر یہ لوگ وہ حکمت رکھتے ہیں جو اوپر سے آتی ہے، تو وہ اُس دولت کے مالک ہیں جو باقی رہے گی، جب کہ وہ حکمت جو صرف اس زمین سے ہے، مٹی میں مل جائے گی۔

جا، کسی دانشمند کے کھوپڑے کو اپنے ہاتھ میں لے اور اُسے دیکھ! کیا وہ اُسی طرح زرد اور بیبت ناک منظر پیش نہیں کرتا جیسے کسی دہقان کے کھوپڑے کی صورت ہوتی ہے؟ اور اب جبکہ وہ وادی کی مٹی میں لیٹا ہوا ہے، اُسے اس سے کیا حاصل کہ وہ راتوں کو چراغ کی روشنی میں قدیم کتابوں کے مطالعے میں غرق رہا، یا اپنے عصا کے سہارے آسمان کی بلندیوں میں جا پہنچا تاکہ ستاروں کی دوری ماپے، یا زمین کی گہرائیوں میں جا گھسا؟ یہ سب اُس کے لئے برابر ہے، اور اگر وہ ایک کھوئی ہوئی جان ہے، تو آہ! کون ہے جو اُس شخص کو ترجیح نہ دے جو آسمان کی بادشاہی میں تعلیم یافتہ تھا، اُس شخص پر جو محض زمین کی چیزوں میں دانشمند تھا؟

پس میں اس معاملے میں کسی مذاق کی کوئی وجہ نہیں دیکھتا۔ اور کم از کم یہ کہنے میں بھی کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ ایسا ٹھٹھا کرنا بددیانتی ہے، کیونکہ اگر بے دین اتنے ہی زیادہ دانا ہیں، تو اپنی حکمت کا ثبوت اس میں دیں کہ وہ اُن کا مذاق نہ اُڑائیں جو اُن کے عطا کردہ تحائف کے مالک نہیں، بلکہ اُس دولت کے وارث ہیں جو کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

اور پھر یہ طعن و تشنیع ایک اور رُوپ دھارے گی—مسکینوں کو اُن کی غربت کے سبب شرمندہ کرنے کی شکل میں۔ وہ کہیں گے: "اُہ! مگر یہ تو روح میں بھی مسکین ہیں، یہ اپنے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتے۔ سُنو، یہ ہمیشہ اپنی گناہگاری اور کمزوری کا اقرار کرتے رہتے ہیں، اور یہ دنیا میں بغیر خوداعتمادی کے چلتے ہیں، کسی غیب کی طاقت پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور ہمیشہ خود پر بے اعتباری کرتے ہیں۔ ان میں وہ دلیری نہیں جو بے دینوں میں پائی جاتی ہے۔ دیکھو، ہم جو خُدا کو نہیں جانتے، ہم پی سکتے ہیں، اور یہ رُک جاتے ہیں۔ ہم قسم کھا سکتے ہیں، مگر یہ ڈرتے ہیں۔ ہم وہ گیت گا سکتے ہیں جنہیں یہ نفیس لوگ سننے کی جُرأت بھی نہ کریں، اور ہم وہ تفریحات اُٹھا سکتے ہیں جنہیں یہ بے چارے اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں

اُہ! خیر، خیر، اگر وہ بدحال ہونے کو چُنیں، تو میں نہیں جانتا کہ تمہارے لیے اُن پر رحم کرنے سے بہتر اور کیا ہوگا۔ یہ افسوس کی بات ہوگی کہ تم اُن پر اِس لیے غصہ کرو کہ وہ وہ لطف نہیں اُٹھاتے جو تم اُٹھاتے ہو۔ پس اُٹھنا نہ کرو۔ مگر آخرکار، اے صاحب، تم خوب جانتے ہو کہ گناہ کرنے سے انکار میں زیادہ مردانگی ہے بہ نسبت گناہ میں پڑنے کے، اور "نہیں، میں نہیں کر سکتا" کہنے میں زیادہ جُرأت ہے بہ نسبت اِس کے کہ انسان شیطان کے ہاتھوں پہلے ایک گناہ میں اور پھر دوسرے گناہ میں کھینچ لیا جائے۔ اور یہ دنیا کے وہ مرد جو اِس قدر بلند حوصلہ ہیں، جو بڑے دلیر اور نڈر ہیں—تو کیا یہ دیوانے کے اُس بلند حوصلے سے بہتر ہے جو آگ میں ہاتھ ڈالنے کی جُرأت رکھتا ہے؟ میں وہ کرنے کی جُرأت نہیں رکھتا جو خُدا کی بے حرمتی کرے۔ میں اِس پر شکرگزار ہوں کہ میں ایسا بزدل ہوں جو یہ خطرہ مول لینے کی ہمت نہیں رکھتا۔ مگر تم ہم پر یہ الزام نہیں دہر سکتے کہ ہم بزدل ہیں۔

کیا ہوی لاک سے زیادہ سنجیدہ اور پرجوش مسیحی کبھی کوئی رہا؟ کیا اُس کے ہائی لینڈ کے سپاہیوں سے بہتر کوئی سپاہی تھے، جنہوں نے بہوواہ کے حضور گھٹتے ٹیکنا سیکھا؟ مگر اے صاحبو، وہ جنگ میں لڑنے والے تھے، وہ اُس دن کے لیے کافی دلیر تھے جب معرکہ گرم ہوتا، اگرچہ وہ اُن راہوں میں دلیر نہ ہو سکتے تھے جن میں بے دین ہوتے ہیں۔ تم ہم مسیحیوں پر بزدلی کا طعنہ دیتے ہو! کیا تم کبھی یہ چاہو گے کہ انگلستان میں پھر اٹرن سائیڈز کو دیکھو، اولیور کرامویل کی قیادت میں؟ ہم جنگ سے نفرت کرتے ہیں، مگر پھر بھی ہم ان مثالوں کو اِس بات کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ ایک آدمی خُدا کے حضور جھک سکتا ہے، جیسے کہ تم اُسے "چالاک پریسیپیٹیرین" کہتے ہو، اور پھر بھی وہ شاہ پرستوں کو بھوسے کی مانند ہوا میں اڑا سکتا ہے۔

یہ سچ نہیں کہ ہم روح میں مسکین ہیں، جیسا کہ ہمیں اکثر کہا جاتا ہے۔ ہم میں بھی وہی اصل دلیری ہے جو بے دینوں میں پائی جاتی ہے۔ مگر اے صاحب، ہم تمہارا اُٹھنا سہنے کو تیار ہیں۔ ہم ہلاک ہونے سے ڈرتے ہیں، ہم اِس بات سے خوف کھاتے ہیں کہ ایک غضبناک مستقبل کی تاریکی میں چھلانگ لگائیں، ہم زندہ خُدا کے حضور کانپتے ہیں، اگرچہ کسی اور جگہ ہم نہ کانپیں گے۔ ہم اُسے خوف ماننے کو بے عزتی نہیں گردانتے جو بھسم کرنے والی آگ ہے۔ مگر عام طور پر یہی صدا سننے میں آتی ہے، "یہ ایک کمزور جماعت ہے، یہ ایک دودھ پینے والے بچوں کی مانند کمزور گروہ ہے۔"

تم نے مسکین کی مصلحت کو رسوا کیا۔"

مگر اب اگلا نکتہ—یہ ایک بہت عام اُٹھنا ہے—وہ وجوہات جو مسیحی، مسیحی ہونے کے لیے بیان کرتے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ متن کہتا ہے، "مسکین کی مصلحت"، کیونکہ جب کوئی شخص مسیح پر ایمان لاتا ہے، تو وہ اِس بارے میں غور و خوض کرتا ہے۔ وہ اپنی بائبل اِس لیے نہیں مانتا کہ اُس کی دادی مانتی تھی، وہ خُدا کے کلام کو اِس لیے قبول نہیں کرتا کہ کسی کابن نے اُس سے کہا کہ یہ سچ ہے، بلکہ وہ تدبر کرتا ہے اور غور کرتا ہے۔ مگر اِس تدبر پر اکثر اُٹھنا کیا جاتا ہے، گویا اِس میں کوئی عقل مندی نہ ہو، پس مجھے اجازت دو کہ میں اِسے بیان کروں۔

مسیحی نے اپنی کمزوری سے مشورت لی ہے۔ وہ کہتا ہے، "میں خود پر بھروسا نہیں کر سکتا، میں بہت آسانی سے غلط راہ پر جا سکتا ہوں، اِس لیے میں اپنے آپ کو عظیم باپ کے ہاتھوں میں دے دوں گا، اور اُس سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے راہ دکھائے اور میری رہنمائی کرے۔ میں اپنی صبح کا آغاز اپنے کاروبار پر جانے سے پہلے اُس کی حفاظت طلب کیے بغیر نہیں کروں گا، اور نہ ہی میں دن کو ختم کروں گا جب تک کہ میں اُس کی نگہبانی کے لیے دعا نہ کر لوں۔" اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود کو ایک کمزور اور خطاکار مخلوق جانتا ہے، اور وہ حفاظت چاہتا ہے۔ یہ میرے نزدیک بہت معقول بات معلوم ہوتی ہے، مگر بعض کے نزدیک یہ اُٹھنا کرنے کے لائق چیز ہے۔

پھر مسیحی نے اپنی مشاہدہ کاری سے مشورت لی ہے۔ اُس نے دنیا میں نظر دوڑائی ہے، اور اُس نے نہیں دیکھا کہ بے دین لوگ اپنے گناہوں سے حقیقی مسرت حاصل کرتے ہیں۔ وہ انہیں بسا اوقات بلند آواز میں خوشی مناتے ہوئے سنتا ہے، مگر وہ جانتا ہے کہ کس پر "اُہ و زاری ہے، اور کس کی آنکھیں سرخ ہیں؟ وہ جو مے نوشی میں دیر تک ٹھہرتے ہیں، وہ جو ملے جلے شراب کی تلاش میں جاتے ہیں۔" اُس نے بے دینوں کو اُن کے خاموش لمحوں میں دیکھا ہے، اور دیکھا ہے کہ اُن کی سب سے بہترین چیزیں بھی کس قدر غیر اطمینان بخش ہیں، اور مجموعی طور پر اُس نے غور کیا ہے کہ جو کچھ دنیا اپنے پیروکاروں کو پیش کرتی ہے، وہ اُس کے لائق نہیں کہ اُس کی تلاش میں وقت ضائع کرے۔

علاوہ ازیں، مسیحی نے بعض اوقات گناہگار کو مرتے ہوئے بھی دیکھا ہے، اور جب اُسے مرتے ہوئے دیکھا، تو یہ دریافت کیا کہ بے دینی کے اصولوں میں کوئی ایسی بات نہیں جو کسی شخص کو اُس کے مرنے کے وقت تسلی دے سکے۔ ہم میں سے بعض نے بے دین لوگوں کے مرنے کے وقت ایسی باتیں سنی ہیں کہ جنہیں بیان کرنے کی ہمیں ہمت بھی نہ ہو، جن کی محض یاد ہی ہمارے خون کو سرد کر دیتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک بار میں ایک ایسے شخص کے بستر مرگ پر تھا جو باری باری لعنت بھیجتا اور مجھ سے دعا کرنے کے لیے کہتا۔ میں اُس کے لیے اُس طرح دعا نہ کر سکا جیسے میں چاہتا تھا۔ میں نے جو کچھ کر سکتا تھا، وہ کیا، مگر پھر وہ مجھے کہتا کہ یہ بے فائدہ ہے، اُس کے گناہ کبھی معاف نہ ہوں گے، اور پھر وہ دوبارہ کفر بکتا۔ یہ ایک ہیبت ناک منظر تھا۔ میں نے بہت سے بے دین لوگوں کو مرتے دیکھا، مگر میں نے کبھی کسی کو ایسا مرتے نہ دیکھا کہ میں کہہ سکتا، "اے کاش! میری موت بھی اِس گناہگار کی مانند ہو، اور میرا انجام بھی اِسی جیسا ہو"۔ اور مجھے نہیں لگتا کہ ایسا کوئی منظر کہیں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

پس مسیحی، اِس بات پر غور کرنے کے بعد، کچھ بہتر چیز کی تلاش کرتا ہے، جو مصیبت کے وقت اُس کا سہارا ہو، اور جب وہ اِس زندگی سے رخصت ہو، تو اُس کے لیے تسلی ہو۔ یہ میرے نزدیک معقول استدلال معلوم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعی ایسا ہی ہے، مگر پھر بھی کچھ ایسے ہیں جو اِس پر ٹھٹھا کرتے ہیں۔

مسیحی نے کلام مقدس سے بھی مشورت لی ہے۔ وہ اِسے خُدا کا کلام مان کر یہ محسوس کرتا ہے کہ خُدا کا ایک کلمہ انسان کی عقل کے پورے بوجھ سے زیادہ وزنی ہے۔ وہ وحی کے ایک درجہ کو دنیا کی ساری عقلی اور منطقی حجتوں پر ترجیح دے گا۔ اور بے شک، اگر خُدا سچا ہے، تو مسیحی کا یہ فیصلہ ہرگز غلط نہیں۔

علاوہ ازیں، مسیحی شخص نے اپنے ضمیر سے بھی مشورت لی ہے، اور اُس نے پایا کہ جب وہ خُدا کے قریب چلتا ہے، تو سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ اُس نے دریافت کیا کہ "خُدا کے فرمانوں کی پیروی میں بڑا اجر ہے"، اور اگرچہ وہ اپنے اعمال کے سبب سے نجات کی توقع نہیں رکھتا، مگر وہ یہی جانتا ہے کہ جب وہ دنیا کے سامنے نہایت احتیاط اور غیرت کے ساتھ چلتا ہے، اور جب وہ اپنے آسمانی باپ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، تو اُسی وقت سب سے زیادہ سنبھالا اور تسلی پاتا ہے۔ ایسے مشورت کو قبول کر کے، اور اِسے اپنی باطنی بھلائی کے لیے اتنا مفید پاتے ہوئے، میں اُسے ملامت نہیں کر سکتا کہ وہ بنور اپنا بھروسا اُسی ذات پر رکھے ہوئے ہے۔

مزید برآں، مسیحی نے اپنے تجربہ سے بھی مشورت لی ہے۔ ہم میں بعض ایسے ہیں جو اِس قدر یقین رکھتے ہیں کہ خُدا ہماری دعائیں سنتا ہے، جس قدر ہمیں یقین ہے کہ "دو مرتبہ دو چار ہوتے ہیں"۔ یہ ہمارے لیے نہ تو کوئی قیاس ہے، نہ فقط ایک عقیدہ، بلکہ ایک زندہ حقیقت ہے۔ ہم تو ہمیشہ خُدا کے حضور جا کر اپنی حاجات پیش کرتے ہیں، اور اُسے اپنے ہاتھوں سے پاتے ہیں، پس یہ کہنا بے فائدہ ہے کہ دعا بے سود ہے۔

ہم نے دعا کو ہمیشہ مفید پایا ہے۔ یہ کہنا کہ یہ سب محض "اتفاقات" ہیں، کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ یہ کیسے عجیب "اتفاقات" ہیں کہ بار بار، بار بار اور بار بار، خُدا ہماری دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے

مسیحی کو اپنی ایمانی سچائی پر گواہی کسی عالم فاضل کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ وہ اُن کتابوں کے لیے شکرگزار ہے، مگر اُس کی اصل گواہی یہاں ہے۔ اُس کے اپنے دل میں، اُس کے اپنے باطنی تجربے میں۔ اب ہم ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ تم نے خود پایا ہے، اُس کے مطابق بولو۔ مسیحی نے خُدا کو اپنی وفاداری میں سچا پایا ہے، اُس نے خُدا کو آزمائش میں اپنا سہارا پایا ہے، اُس نے پریشانی کے وقت اپنی دعاؤں کے جواب پائے ہیں، اور یہ ہے وہ مشورت جو اُس نے اپنے لیے لی ہے، اور اِسی سبب سے وہ خُدا پر بھروسا رکھتا ہے۔

پس، چاہے کچھ لوگ ٹھٹھا کریں، مگر اے میرے بھائیو! ہم اپنے بھروسا خُدا پر ایسے ہی رکھیں گے جیسے اُس امریکی ریاست کے باشندوں نے کیا، جنہوں نے قانون کی کتاب مرتب کرنے کے بجائے یہ فیصلہ کیا کہ "جب تک ہمیں بہتر قوانین نہ ملیں، تب تک ہم خُدا کے قوانین کے مطابق چلیں گے"۔ چنانچہ ہم بھی اُسی پر بھروسا رکھیں گے جب تک کوئی ہمیں اُس سے بہتر نہ دکھائے، ہم بدستور دعا کریں گے اور اُس کے جوابات پائیں گے، ہم اپنی تکالیف اُس کے حضور لائیں گے اور اُن سے نجات پائیں گے، ہم بنور مسیح پر تکیہ کریں گے اور اُسی میں تسلی پائیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی ہمیں اِس سے بہتر راہ دکھائے، اور ایسا ابھی تو ہونے والا نہیں! پس اُس وقت تک، ٹھٹھے اور ہنسی مذاق ہمیں زیادہ متاثر نہیں کریں گے۔

اور اب، ایک بار پھر، وہ عظیم نکتہ جہاں بے دین اپنی ٹھٹھا بازیوں کے تیر سب سے زیادہ چلاتے ہیں، وہ ہے ایمان مؤمن۔ اُس نے خُدا کو اپنی پناہ گاہ بنایا ہے۔ اور وہ کیا کہتے ہیں؟ "یہ سب ریاکاری کی باتیں ہیں!" میں خاص طور پر نہیں جانتا کہ اِس سے وہ کیا مراد لیتے ہیں، لیکن اگر کبھی مسیحیوں پر ریاکاری کا الزام لگایا جائے، تو وہ بھی جواب دے سکتے ہیں کہ ریاکاری کے

خلاف ریاکاری، سب سے بدترین ریاکاری ہے جو کبھی کی گئی۔ مگر یقیناً، اگر کوئی آدمی دوسرے معاملات میں سچ بولتا ہے، اور تم جانتے ہو کہ وہ سچ بولتا ہے، تو یہ کہنا انصاف نہیں کہ جب وہ کہتا ہے کہ وہ خدا پر توکل کرتا ہے، تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ آدمی غیر مخلص نہیں ہے۔

اوہ! مگر وہ کہیں گے، "یہ تو مضحکہ خیز ہے—ایک انسان کا خدا پر توکل کرنا!" ہاں، مگر تم یہ مضحکہ خیز نہیں سمجھتے کہ کوئی خود پر بھروسا کرے۔ تم میں سے بہت سے یہ مضحکہ خیز نہیں سمجھتے کہ کسی عوامی شخصیت پر بھروسا کیا جائے۔ آدھی دنیا اپنے مال و دولت پر بھروسا کرتی ہے، اور کیا اُس بازو پر سہارا لینا جو زمین کے بڑے بڑے ستونوں کو تھامے ہوئے ہے، کوئی ہنسی کی بات ہے؟ اگر ایسا ہے، تو ہنسی مذاق جاری رکھو۔ تمہیں کمزوری پر توکل کرنا دانشمندی لگتی ہے؟ میں کہتا ہوں کہ قادر مطلق پر بھروسا رکھنا لامحدود دانائی ہے، اور ہم بدستور خدا پر توکل کریں گے، کیونکہ ہمارے لیے یہ کسی بھی طرح بے وقوفی معلوم نہیں ہوتا۔

مگر، "وہ کہیں گے، "تمہارا خدا تمہارے لیے کرتا کیا ہے؟ تم میں سے بعض مسیحی بہت غریب ہیں، بعض بہت بیمار، اور بہت سی مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔" دیکھو، ہمارے خدا نے کبھی یہ وعدہ نہیں کیا کہ ہم ان سے بچے رہیں گے، بلکہ برعکس، اُس نے پہلے سے بتا دیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ وہ ہمارے لیے یہ کرتا ہے—چھ مشکلات میں وہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے، اور ساتویں میں بھی وہ ہمیں ترک نہیں کرتا۔ اُس نے کبھی ہم سے دولت کا وعدہ نہیں کیا، اُس نے کبھی مستقل آرام کی بشارت نہیں دی، بلکہ اُس کے کلام میں لکھا ہے، "دنیا میں تمہیں مصیبت ہوگی۔"

مگر ہمارا خدا ہمارے لیے یہ کرتا ہے، کہ ہم ان آزمائشوں کو ایسے آگ کی مانند دیکھتے ہیں جو ہماری چاندی کو خالص کرتی ہے، ایسے پھٹکنی کی مانند جو بھوسے کو اڑا دیتی ہے اور گندم کو پاک کر دیتی ہے۔ ہم مصیبتوں میں فخر کرتے ہیں اور ان آزمائشوں میں شادمان ہوتے ہیں جو خدا نے ہم پر ڈالی ہیں۔ مگر یہ ہمیشہ ایک ٹھٹھے کا مقام رہے گا۔

لیکن، میں جانے سے پہلے ایک بات کہنا چاہوں گا۔ جو کوئی ایمان کی حقیقت پر شک رکھتا ہے، میں اُس سے چاہوں گا کہ وہ برسٹل جائے، اور کنگز ڈاؤن میں اُن یتیم خانوں کو دیکھے جو جناب جارج ملر نے تعمیر کیے ہیں۔ وہ عمارتیں وہاں قائم ہیں—مضبوط اینٹ اور گارے سے بنی ہوئی۔ اور اندر ڈھائی ہزار لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ وہ خوب کھاتے ہیں، انہیں کپڑوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے، اور بہت کچھ درکار ہوتا ہے۔ اور یہ سب روپیہ کہاں سے آتا ہے؟ پوری دنیا جانتی ہے، اور کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا کہ یہ سب دعاؤں کے جواب میں آتا ہے، اور یہ کہ جناب ملر کے ایمان کے نتیجے میں یہ سب مہیا ہوا ہے۔ ہاں، اُس ایمان کو بار بار آزمایا گیا، مگر وہ کبھی ناکام نہ ہوا۔

جو کچھ خدا نے جناب ملر کے لیے کیا، وہ ہم میں سے بے شمار لوگوں کے لیے بھی اُس نے کیا، ہر ایک کے اپنے اپنے طریقے میں، اور اپنے اپنے دائرے میں—پس ہم اُس کے نام کو جلال دیتے ہیں! اگرچہ وہ ایک کھلی گواہی کی صورت میں کھڑا ہے، مگر ہم بھی اُسی قوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں جیسے جناب ملر نے کہا، کہ "واقعی ایک خدا ہے جو دعائیں سنتا ہے!" اور جو کوئی ایمان کا ٹھٹھا کرتا ہے، ہم اُس کے باوجود بھی اس میں قائم رہیں گے، اور اس میں فخر کریں گے، اور اس میں خوش ہوں گے۔

مگر وقت تیزی سے گزر رہا ہے، پس اب مجھے چند کلمات کہنے ہوں گے۔۔۔

## II.

### کون ہیں ٹھٹھا کرنے والے؟

ہمارے متن میں لکھا ہے کہ وہ نادان ہیں۔ خیر، یہ میری بھی رائے ہے، مگر میری رائے کی کچھ حیثیت نہیں۔ مگر جو بات اہم ہے، وہ یہ ہے کہ یہ خدا کی رائے ہے ہر اُس شخص کے بارے میں جو اُس پر ایمان نہیں رکھتا، نہ اُس پر توکل کرتا ہے۔ صاف الفاظ میں، ایسا ہر شخص نادان ہے۔ یہ خدا کی اُس کے بارے میں رائے ہے—وہ خدا جو غلطی نہیں کر سکتا، جو کبھی حد سے زیادہ سختی نہیں کرتا، بلکہ ہمیشہ سچائی بیان کرتا ہے—یہ کہ وہ نادان ہے۔

اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ایک دن وہ خود بھی یہی رائے رکھے گا۔ اگر وہ کبھی توبہ کر کے ایمان لے آئے—بائے! کاش وہ لے آئے!—تو وہ خود کو نادان سمجھے گا کہ وہ اتنی دیر تک بے ایمان کیوں رہا۔ اور اگر نہیں، جب کلام مقدس کی سچائی ثابت ہوگی، اور وہ جہنم میں ڈالا جائے گا، تب وہ اپنی حماقت کو دیکھے گا، اور خود کو وہی مانے گا جو خدا نے پہلے سے فرمایا تھا—یعنی نادان۔

اے عزیز، اس خطرے میں نہ پڑ! ایک دیہاتی نے ایک دفعہ ایک بے ایمان سے ایسی بات کہی جو بہت حکمت کی حامل ہے۔ اُس نے کہا، "میرے پاس دو کمان کے دو تار ہیں، مگر تیرے پاس ایک بھی نہیں۔" پھر وہ کہنے لگا، "مان لو کہ خُدا نہیں ہے، تو میں بھی اُسی حال میں ہوں جس میں تُو ہے، مگر اگر خُدا ہے، تو پھر تُو کہاں ہوگا؟" اسی طرح، اگر فرض کریں کہ ہمارا مذہب بے بنیاد ہی ہو، تب بھی اُس نے ہمیں بہت خوش رکھا ہے، مگر تُو اگر یہ سچ نکلا تو؟ ہائے، اُس وقت تُو کہاں ہوگا، اے وہ جو "اُسے ٹھکراتا اور خُدا کی طرف سے منہ موڑتا رہا؟"

پس جو کوئی خُدا پر ایمان نہیں رکھتا، وہ جان لے کہ وہ کس قدر نادان ہے۔

اب جیسے میں نے تمہیں مسکین کے ایمان کی وجوہات بتائیں، اُسی طرح میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بے ایمان عام طور پر بے ایمان کیوں ہوتا ہے۔

سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ خُدا کو جانتا نہیں، اور ہم میں سے کوئی بھی اُس پر بھروسا نہیں رکھتا جسے وہ جانتا نہ ہو۔ اُس نے خُدا تعالیٰ کو کبھی نہ جانا، نہ اُس سے ہمکلام ہوا، نہ اُس کے کاموں میں اُسے دیکھا، اُس لیے وہ اُس پر توکل نہیں کر سکتا۔

بے ایمان یہ بھی کہتا ہے کہ "میں اُس خُدا پر توکل نہیں کر سکتا جسے میں دیکھ نہیں سکتا۔" جیسے کہ ہر وہ چیز جو واقعی موجود ہو، ضرور آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہو

کیا قدرت میں ایسی قوتیں موجود نہیں، جن پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا، مگر وہ بینائی کی حد سے پرے ہیں؟

"وہ یہ بھی کہے گا کہ "میں خُدا پر بھروسا نہیں رکھ سکتا، کیونکہ میں اُسے سمجھ نہیں سکتا۔ اگر ہم خُدا کو پوری طرح سمجھ سکتے، تو وہ خُدا نہ ہوتا، کیونکہ خُدا کی ذات کا ایک خاصہ یہ ہے کہ وہ مخلوق کی ہر عقل سے لامحدود درجہ بلند ہو۔

میں نے ایک آدمی کے بارے میں سنا جو ایک دن ایک لوہار کی دکان میں گیا، اور وہاں بیٹھ کر موسم کی شکایت کرنے لگا۔ وہ کہنے لگا، "دیکھو، لوہار، تم خدائی تدبیر کی بات کرتے ہو! مگر بارش حد سے زیادہ ہو رہی ہے۔ اگر واقعی کوئی خدائی تدبیر ہوتی، تو معاملات کبھی بہتر طور پر سنبھالے جاتے۔ دیکھو، گندم تقریباً تباہ ہو چکی ہے، اور جو بھی خراب ہو رہی ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں، کوئی خدائی تدبیر نہیں ہے، کیونکہ چیزیں درست نہیں چل رہیں۔

لوہار نے اُس کی باتوں پر کوئی دھیان نہ دیا، بلکہ کچھ دیر بعد دکان میں جا کر ایک عجیب سا آلہ نکالا، جو وہ اپنی کاریگری میں استعمال کرتا تھا، اور اُس آدمی سے کہا، "کیا تُو جانتا ہے کہ یہ کس کام کے لیے استعمال ہوتا ہے؟

"وہ بولا، "نہیں، میں نہیں جانتا۔ دیکھ، اُسے دیکھ، شاید تُو معلوم کر سکے!" اُس آدمی نے اُسے غور سے دیکھا، مگر پھر کہا، "نہیں، میں نہیں جان سکتا کہ تُو "اُسے کس کام میں لاتا ہے۔

"پھر لوہار نے ایک اور بدصورت سا اوزار اُٹھایا، اور کہا، "یہ دیکھ، کیا تُو جانتا ہے کہ میں اُسے کس کام میں لاتا ہوں؟

"وہ آدمی بولا، "نہیں، میں اندازہ نہیں کر سکتا کہ تُو اِس کا کیا مصرف کرتا ہے۔ "اچھا، ذرا غور سے دیکھ، شاید تُو سمجھ سکے"

"اُس آدمی نے اُسے بغور دیکھا، مگر آخر کار کہا، "نہیں، میں واقعی نہیں جانتا کہ تُو اِس کا کیا استعمال کرتا ہے۔

تب لوہار نے وہ اوزار واپس رکھ دیا، آرام سے اپنی جگہ پر لوٹا اور کہا، "تُو تو بالکل نادان ہے! تُو میرے اوزاروں کے استعمال سے واقف نہیں، حالانکہ میں محض ایک لوہار ہوں۔ اور تُو خُدا کے اوزاروں کی حکمت پر فیصلہ کرنے کھڑا ہوا ہے؟ یہ کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط؟ تُو ایک معمولی لوہار کی دکان کے معاملات سے بھی ناواقف ہے، اور پھر بھی ساری دنیا کے نظام پر "احکم چلانے کی جرات کرتا ہے"

یہ نہایت نامعقول بات ہے کہ محض اِس لیے خُدا پر ایمان نہ رکھا جائے کہ ہم اُسے سمجھ نہیں سکتے۔

مگر اصل وجہ یہ نہیں بلکہ بے دین آدمی خُدا پر ایمان اِس لیے نہیں رکھتا کہ وہ خُدا کا دشمن ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اُس کا اور خُدا کا جھگڑا ہے۔ اُس نے خُدا کی شریعت کو توڑ دیا، اور اپنے خالق سے دشمنی کر لی۔ پس کوئی شخص اپنے دشمن پر بھروسا کیسے کر سکتا ہے؟

علاوہ ازیں، وہ جانتا ہے کہ خُدا اُس کے من مانی طریقے سے نہیں چلے گا۔

وہ چاہتا ہے کہ خُدا اُسے اچھی صحت دے تاکہ وہ بدی میں زندگی بسر کرے، وہ چاہتا ہے کہ خُدا اُسے اُس کی ہوس میں مسرور رکھے،

وہ چاہتا ہے کہ خُدا اُسے گناہ میں جینے دے اور پھر اُسے ایک مقدس کی مانند موت نصیب ہو، وہ چاہتا ہے کہ دنیا ایسی ہو کہ وہ اپنی خواہشوں کے مطابق آزادانہ گناہ کرے، مگر پھر بھی اُسے راستباز کی مزدوری ملے۔

—اور جب خُدا ایسا نہیں کرتا—جب خُدا اپنے آپ کو گناہگار کی خواہش کے مطابق نہیں جھکتا  
 "تب وہ بے دین کہتا ہے،" میں خُدا پر توکل نہیں کر سکتا  
 پھر وہ مڑ کر اُس شخص کا مذاق اڑاتا ہے جو خُدا پر توکل کرتا ہے  
 محض اِس لیے تاکہ اپنے ضمیر کو دبا سکے، اور جو تھوڑی بہت عقل اُس کے اندر باقی ہے، وہ اُس کے خلاف نہ بغاوت  
 کرے۔

اب، جیسے میں نے مسیحی کے ایمان پر کلام کیا  
 اتو اب ذرا میں بے ایمان کے ایمان پر کلام کروں

بے ایمان ہونے کے لیے کہیں زیادہ ایمان درکار ہوتا ہے، بہ نسبت ایک ایماندار ہونے کے  
 مجھے یقین ہے کہ جو فلسفے آج کل عام کیے جا رہے ہیں، وہ مجھ سے کہیں زیادہ سادہ لوحی کا تقاضا کرتے ہیں۔  
 میں آسانی سے، اور بغیر کسی ذہنی دقت کے، صحیفے پر ایمان رکھ سکتا ہوں  
 مگر میں اُس نظریے کو قبول نہیں کر سکتا، جو انسانی نسل کے تدریجی ارتقاء کا دعویٰ کرتا ہے، جو آج کل اتنا زیادہ پیش کیا  
 جا رہا ہے، اور نہ ہی کئی دوسرے نظریات کو۔

یہ سب میرے نزدیک کلام خُدا میں لکھی کسی بھی بات سے کہیں زیادہ اندھی عقیدت کا مطالبہ کرتے ہیں۔

بے دین آدمی کے نزدیک یہ بات معقول معلوم ہوتی ہے۔ "یہ معقول ہے کہ ایک بڑے آدمی پر بھروسا کیا جائے، اور یہ امید  
 رکھی جائے کہ وہ تجھے بنائے گا، یہ معقول ہے کہ اپنی عقل پر بھروسا کیا جائے—یہ ماننا کہ تُو اپنی راہ خود متعین کر سکتا  
 ہے، یہ معقول ہے کہ ایک خود ساختہ آدمی بنے، جو اپنے بل بوتے پر چلتا ہو، یہ معقول ہے کہ اہم موقع پر نظر رکھی جائے، یہ  
 معقول ہے کہ جتنی زیادہ دولت جمع کی جا سکے، اتنی جمع کی جائے، یہ معقول ہے کہ اسی میں بھروسا رکھا جائے (یقیناً، اس  
 میں کوئی پرندے نہیں ہیں، اور یہ اڑ کر کہیں نہیں جائے گا)، یہ معقول اور محتاط بات ہے کہ اس دنیا میں یوں جیا جائے گویا کہ  
 "تُو ہمیشہ کے لیے یہاں جئے گا، اور کبھی کسی دوسری دنیا کا خیال نہ کرے۔"

بہت سے لوگوں کو یہ فلسفہ لگتا ہے کہ جتنا دور ہو سکے، خُدا سے دور ہو جاؤ، اور پھر تُو حکمت کا حامل بن جائے گا—  
 مخلوق سب سے زیادہ حکمت مند ہوتی ہے جب وہ اپنے خالق کو بھول جاتی ہے۔ یہی دنیا کا عقیدہ ہے، اور میں صرف یہ کہہ  
 سکتا ہوں کہ اگر وہ ہمارے عقیدے کا مذاق اڑاتے ہیں، تو ہم ان کے عقیدے کا مذاق اڑا سکتے ہیں۔ خود پر بھروسا کرو! کیوں، تم  
 تو نادان ہو جو ایسی بات سوچتے ہو۔ اپنی دولت پر بھروسا کرو! کیا تم نے کبھی امیر لوگوں کو غائب ہونے نہیں دیکھا؟ وہ کیا ہوا  
 تھا کچھ سال پہلے—ہمیں یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے، اور غم کے ساتھ یاد رکھنا چاہیے—جب ایک دہشت آتی ہے، اور بڑے  
 بڑے مینار گرجاتے ہیں، اور جو امیر لگتے تھے وہ بلبلوں کی طرح پھٹ جاتے ہیں۔

اور آہ! زمین کی خوشیاں! کتنی جلدی وہ بکھرتی ہیں، کتنی تیزی سے وہ غائب ہو جاتی ہیں! آخر کار وہ کیا ہیں سوائے ایک  
 چمکدار روشنی کے؟ اگر یہ عقلمندی کی بات ہے کہ اس دنیا میں یوں جیا جائے، اور موت کا کبھی خیال نہ کیا جائے، تو خُدا  
 مجھے نادان کرے۔

اگر یہ عقلمندی کی بات ہے کہ صرف اس جسم کے بارے میں سوچا جائے، اور اپنی لافانی روح کا کبھی خیال نہ کیا جائے، تو  
 میں ایسی حکمت کبھی نہ جانوں۔

اگر یہ عقلمندی کی بات ہے کہ مستقبل میں اندھیرے میں چھلانگ لگائی جائے، کچھ نہ مانا جائے، اور صرف اسی طریقے سے  
 خوف سے بچا جائے، تو میں ایسی فلسفہ کبھی نہ جانوں۔

یقیناً مجھے یہ حکمت دکھائی دیتی ہے کہ میں، جو خود کو نہیں بنایا، اپنے خالق کے بارے میں سوچوں، کہ میں، جو گناہگار  
 ہوں، اُس بابرکت راہ نجات کو قبول کروں جو خُدا کے کلام میں میرے سامنے رکھی گئی ہے، کہ میں، جو کمزور ہوں اور اپنی  
 راہ خود متعین کرنے میں قادر نہیں، اپنے ہاتھ کو بڑے باپ کے ہاتھ میں رکھوں اور کہوں، "مجھے رہنمائی دے، مجھے اپنے  
 "مشورے سے رہنمائی دے، اور بعد ازاں مجھے اپنی جلال میں لے آ۔"

یہ بات مذاق اڑائی جا سکتی ہے اور تضحیک کی جا سکتی ہے، لیکن یہ تضحیک برداشت کر سکتی ہے اور مذاق اڑانے والے  
 سے طویل عمر پائے گی۔

اب، آخر کار

III.

وہ جو مذاق اڑائے جاتے ہیں، انہیں اپنے مذاق اڑانے والوں کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کبھی بھی ایک انچ بھی نہ جھکیں۔  
تم نوجوان مرد، جو لندن کے بڑے اداروں میں ہو، تم محنت کش جو فیکٹریوں میں کام کرتے ہو—تمہارا مذاق اڑایا جاتا ہے۔  
انہیں مذاق اڑانے دو۔ اگر وہ تمہیں تمہارے ایمان سے ہٹانے میں کامیاب ہو جائیں، تو تمہارے پاس کوئی قیمتی چیز نہیں ہے۔  
یاد رکھو، تمہیں جہنم میں ہنسی سے بھی ڈالا جا سکتا ہے، لیکن تم وہاں سے کبھی ہنسی سے نہیں نکل سکتے۔  
ایک شخص مذاق کے ذریعے اپنے مذہب کو ترک کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ اپنی جان کو ترک کر دیتا ہے، تو وہ جو اس کی  
ہلاکت کا سبب بنے ہیں، وہ اس کی مدد نہیں کر سکتے، یوم قیامت میں، جب وہ شدید تکلیف، غم اور کرب میں ہو گا، اور عظمت  
والے خدا کے تخت کے سامنے کھڑا ہو گا۔

کیوں شرمندہ ہوں؟ "انہوں نے مجھے ایک مقدس کہا۔" مجھے ایک بار یاد ہے کہ ایک شخص نے سڑک پر مجھے مقدس کہا تھا۔  
میں نے جو سوچا وہ یہ تھا، "کاش وہ اسے ثابت کر پاتا۔" ایک بار ایک آدمی سڑک پر مجھ سے گزرتے ہوئے بولا، "یہ جان  
بانیان ہیں۔" مجھے کم از کم چھ انچ اونچا محسوس ہوا۔ مجھے اتنے عظیم نام سے پکارے جانے پر خوشی ہوئی۔

آہ! لیکن وہ تمہاری طرف اشارہ کریں گے۔ "کیا تم اشارہ برداشت نہیں کر سکتے؟" لیکن وہ تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ "مذاق—"  
انہیں تمہارا مذاق اڑانے دو۔ کیا یہ کسی مرد کو نقصان پہنچا سکتا ہے جو سچا مرد ہو؟ اگر تم کوئی نرم مخلوق ہو جس کی ریڑھ  
کی ہڈی نہ ہو، تو تمہیں مذاق، طعنوں اور ہنسی کا خوف ہو سکتا ہے، لیکن اگر خدا نے تمہیں سیدھا بنایا ہے، تو سیدھے کھڑے  
ہو اور ایک مرد بنو۔

اس کے علاوہ، جب تم شرمندہ ہو تو ہمیشہ ایک کام کرنا چاہیے—دعا کرنا۔ زیور کا اگلا آیت ہے، "اے خدا! تُو صیون کی اسیری  
کو پلٹائے۔" ایک مومن کے لیے عذاب کے وقت بہترین پناہ اس کا خدا کے ساتھ رازدارانہ تعلق ہے۔ وہ اپنے گھٹتے ٹیکے اور  
کہے، "میرے رب، مجھے تیرے نام کے لیے برا کہا گیا ہے۔ میری مدد کر کہ میں اسے برداشت کر سکوں۔ یہ میرا امتحان کا  
وقت ہے۔ مجھے اس عیب کو برداشت کرنے کی طاقت دے۔ ایسا کر کہ یہ میرے لیے بوجھ نہ ہو بلکہ میں تیرے نام کے لیے  
خوش ہو سکوں۔" خدا تمہاری مدد کرے گا، پیارے۔

اس کے بعد، ہمیشہ دعا کرو، خاص طور پر اُن کے لیے جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ انہیں اپنی دعاؤں کا مستقل  
موضوع بناؤ۔

اور پھر میں یہ کہوں گا کہ اپنے عمل سے اپنی دعاؤں کی سچائی کو ثابت کرو، خاص طور پر اُن لوگوں کے ساتھ جو تمہارے  
ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ اُن کے سروں پر انگارے ڈالو۔ یہ ایک ایسا اظہار ہے جس کی ہمیشہ وضاحت نہیں کی جاتی۔ جب بھٹی  
کو بہت زیادہ گرمی پر لانا ہو، اور دھات کو اچھی طرح پگھلانا ہو، تو یہ کافی نہیں کہ اُس کے ارد گرد انگارے جل رہے ہوں۔  
جو چاندی کا کام کرنے والا شخص ہے اور جو چاہتا ہے کہ دھات اچھی طرح پگھلے، وہ انگاروں کو اتنی مقدار میں جمع کرے  
گا کہ دھات مکمل طور پر شعلوں سے گھری ہو۔ ایسا ہی، میں تم سے درخواست کرتا ہوں، اپنے دشمنوں کے ساتھ کرو، اُن پر  
مہربانیاں ڈالو۔

ایک عیسائی عورت نے ایک بہت بے دین اور بدسلوک شوہر کے لیے بار بار دعا کی، لیکن اس کی دعائیں سنی نہیں گئیں۔ پھر  
بھی اس نے ایسا کیا، وہ اپنے شوہر کے ساتھ پہلے سے زیادہ مہربان ہوئی۔ اگر کوئی چھوٹی سی چیز بھی وہ سوچ سکتی تھی جو  
اس کی پسند بن سکتی تھی، اگر اسے اپنے آپ کو قربان کرنا پڑتا، تو وہ اُسے میز پر رکھ دیتی۔ اُس نے گھر کو بہت آرام دہ رکھا  
اور جو کچھ ہو سکا، کیا۔ اور ایک دن کسی نے اس سے کہا، "تم کیسے ایسا کر سکتی ہو، اتنے برے شوہر کے ساتھ؟" "خوب،"  
اس نے کہا، "مجھے امید ہے کہ میں اس کی روح کو جیتوں گی، لیکن اگر نہیں—" پھر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ "جو  
خوشی وہ پائے گا وہ صرف اسی زندگی میں ہوگی، اور اس لیے میں اُسے جو کچھ بھی دے سکتی ہوں، دے دوں گی، کیونکہ وہ  
"زندگی کے دوسرے حصے میں کوئی خوشی نہیں پائے گا۔"

ایسا کرو، بے دینوں کے ساتھ خود کو اُن کی خدمت اور مدد کے لیے پیش کرو۔ یہ جانا جائے کہ تم سے کوئی اچھا سلوک کرنے  
کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تمہارے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ "آہ!" ایک کہتا ہے، "یہ بہت سخت ہے۔ ایک کیڑے پر قدم رکھو اور  
وہ پلٹ جائے گا۔" اور کیا کیڑا عیسائی کے لیے ایک نمونہ ہونا چاہیے؟ مسیح یسوع، کیا تُو کسی غریب کیڑے سے بہتر نمونہ  
نہیں ہے جو مٹی میں رینگتا ہے؟ ہمارے نجات دہندہ نے کیا کیا سوائے اس کے کہ اپنے قاتلوں کے لیے دعا کی؟ اُن کا خون،  
جسے انہوں نے بہایا، اسی خون نے انہیں مخلص کر دیا۔

ہم نے پرانی کہانی سنی ہے کہ صندل کی لکڑی وہی کدال خوشبو دیتی ہے جو اُسے کاٹتی ہے۔ تم ایسا کرو، اے عیسائی! اپنی  
محبت سے وہ کدال خوشبو دو جو تمہیں زخم دیتی ہے۔ اُس انویل کی طرح بنو جو کبھی بھی ہتھوڑے کو پھر سے نہیں مارتی،  
لیکن پھر بھی انویل اپنی ناقابل تسخیر صبر سے کئی ہتھوڑوں کو گھس دیتی ہے۔ صبر کرو، حسن سلوک کرو، مہربان رہو—ایک



لفظ میں، مسیح کی طرح رہو، اور تمہیں کیسے پتہ کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو تم سے سب سے زیادہ نفرت کرتے ہیں آج، جو کل تم سے محبت نہیں کریں گے اور تمہارے ساتھ آ کر ہمارے بابرکت نجات دہندہ کے ساتھ شریکِ مجلس نہ ہوں؟

اب اگر میری آج کی تقریر تمہیں بہت سخت لگی ہو، تو یہ میرے دل میں ایسا نہیں ہے۔ اوہ! کتنی خواہش ہے کہ تم سب، بغیر کسی استثناء کے، جان پاؤ کہ مسیحی زندگی کتنی بابرکت ہے! میں خدا کی خاطر کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا، لیکن میں تم سے سچ بات کہتا ہوں۔ میں نے کبھی نہیں جانا تھا کہ کامل سکون کیا ہوتا ہے، جب تک کہ میں نے صلیب پر مسیح کو نہیں دیکھا اور اپنی روح کو اُس پر نہیں ٹیکا۔ مجھے آزمائشیں پیش آئیں اور میں نے تلخ درد جھیلا، لیکن جب بھی میں نے اپنی نظر اپنے خون بہاتے نجات دہندہ پر ڈالی، اور اپنی جان کو دوبارہ عظیم والد کے ہاتھوں میں سونپ دیا، مجھے تسلی مل گئی۔

وہ بابرکت خداوند ہے۔ میں ایک اچھے آقا کا بندہ ہوں۔ اُس پر ایمان رکھو، اپنے دل اُس کے حوالے کر دو، اور اگر تم نے اُس کے لوگوں کے بارے میں کچھ بُرا کہا ہے، یا اُس کی محبت کے خلاف بغاوت کی ہے، تو وہ تمہیں قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ اُس کے پاس واپس آنے والوں کے لیے کوئی سخت الفاظ نہیں ہیں۔ اُس کے پاس اُو، اُو اور خوش آمدید۔ ابھی اُو، اور خداوند تمہیں قبول کرے، اپنے رحم کی خاطر۔ آمین۔

تفسیر از سی۔ ایچ۔ اسپرجن  
لوقا 23:18-25، 32-34

ہمارے خداوند کے آخری ایام نے ان کے دشمنوں کی نفرت اور ظالمانہ مذاق کی المناک گواہی دی، مگر پھر بھی کیسے انہوں نے شاندار طور پر صبر کیا

آیات 18-19۔ اور سب نے ایک آواز میں پکارا، کہ اس آدمی کو دور کر دو، اور ہمارے لیے باراباس کو آزاد کر دو۔ (جو شہر میں ایک بغاوت کرنے اور قتل کرنے کے جرم میں قید کیا گیا تھا)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے اپنی ہی الزام تراشی کا ردّ کر دیا؟ اگر مسیح واقعاً بغاوت کا رہنما ہوتا، تو کیا وہ یہ مانگتے کہ اُسے قتل کر دیا جائے؟ کیا وہ ایک قاتل کو اس پر ترجیح دیتے؟ کوئی بھی انسان لوگوں کو گمراہ نہیں کر سکتا جب وہ خود ہی پکار رہے ہوں، "اسے موت دو۔" یہ ایک کھلا دھوکہ تھا۔ پائلٹ کو ان پر نفرت آنی چاہیے تھی۔ جتنا کہ وہ ذلیل تھا، اُسے ان کی ذلت کا پتا تھا۔

آیات 20-22۔ پائلٹ نے اس لیے کہ وہ یسوع کو آزاد کرنا چاہتا تھا، دوبارہ ان سے کہا۔ مگر انہوں نے پکارا، "اسے صلیب پر لٹکا دو، صلیب پر لٹکا دو!" اور اس نے ان سے تیسری بار کہا، "کیوں، اس نے کیا بُرا کیا ہے؟ میں نے اس میں موت کا کوئی سبب نہیں پایا؛ اس لیے میں اسے سزا دوں گا، اور آزاد کر دوں گا۔" وہ اپنے غیر منفقہ نتیجے پر بہت غور کرتا ہے، اور بہت سے لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ جب وہ کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں، چاہے وہ کتنا بھی برا ہو، وہ اس پر قائم رہتے ہیں۔ پائلٹ بھی، جو صحیح اور غلط کے درمیان جھولتے ہوئے، صرف برے "فیصلوں کی طرف جھک رہا تھا، اور پھر بھی وہ مسلسل وہی کہتا رہا، "اسے سزا دوں گا اور آزاد کر دوں گا۔" اوہ، عزیزو، تمہارے لیے یہ بہتر ہوگا کہ تم ایک قطعی فیصلہ کرو، یا تو مسیح، یا نہ مسیح، سچی مذہبیت، یا نہ مذہبیت؛ لیکن دونوں کے درمیان جھولنا ایک لنگڑا عمل ہے جو تمہیں تباہ کر دے گا۔

آیت 23۔ اور وہ اُسے صلیب دینے کے لیے سخت آوازوں میں فریاد کرتے رہے۔ اور ان کی آوازیں اور سردار کابنوں کی آواز غالب آئیں۔ یہ لوگ رشوت لے چکے تھے۔ عوامی جذبات ہمارے خداوند کے حق میں تھے، لیکن دھمکیوں اور رشوتوں کے اثر میں آ کر، انہوں نے ایک ہجوم جمع کیا جو پکار اٹھا، "اسے صلیب پر لٹکا دو۔" تم نے وہ پرانی کہاوت سنی ہے، "صوتِ عوام، صوتِ خدا۔" اس میں کوئی سچائی نہیں ہے۔ عوام کی آواز خدا کی آواز نہیں ہے، کیونکہ وہ کہتے ہیں، "اسے صلیب پر لٹکا دو۔"

آیت 24۔ تو پائلٹ نے فیصلہ کیا کہ جو وہ چاہتے تھے ویسا ہی ہو۔ دوبارہ ذمہ داری سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ وہ خود کو الزام دہندگان اور ججوں کا کردار دے رہا تھا۔

آیت 25۔ اور اُس نے اُسے آزاد کیا جسے بغاوت اور قتل کے جرم میں قید کیا گیا تھا، جسے وہ چاہتے تھے؛ لیکن اُس نے یسوع کو اُن کی مرضی کے مطابق دے دیا۔ یہ ایک غمگین منظر ہے۔ خدا ہمیں دل سے ٹوٹ کر، نرم اور پاکیزہ بنائے، اور اس پر غور کرنے کے ذریعے ہم اس منظر کی حقیقت کو سمجھیں۔

آیات 32-33۔ اور وہاں دو اور برے آدمی بھی تھے، جو اُس کے ساتھ قتل کرنے کے لیے لے جائے جا رہے تھے۔ اور جب وہ اُس جگہ پر پہنچے جسے گولگوتھا کہتے ہیں — "یا کھوپڑی کی جگہ" — جب وہ اس جگہ پر پہنچے جسے کھوپڑی کی جگہ کہا جاتا ہے۔

آیت 33۔ وہاں انہوں نے اُسے صلیب دی، اور مجرموں کو ایک کو دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف صلیب پر لٹکا دیا۔ اُو، اے جان! جو یہ باب پڑھ رہا ہے، اس جگہ پر آ، جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے۔ یہ ہر تھکی ہوئی روح کا پہلا آرام دہ مقام ہے۔ تمہارے قدموں کی تلوے کو کوئی سکون نہیں مل سکتا جب تک کہ تم پہلے گولگوتھا نہ اُو اور اپنے نجات دہندہ کو مرتے ہوئے نہ دیکھو۔

—آیت 34۔ تب یسوع نے کہا، جب وہ اُسے صلیب پر لٹکا رہے تھے اے باپ، انہیں معاف کر دے، کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔" اور انہوں نے اُس کے لباس کو تقسیم کیا، اور قرعہ ڈالا۔